جلد (۱۱)
نمبر (۴۱)

رجسٹرڈ سرکار آصفیہ نشان (۱۵۱)

رسالہ ترک مسکرات
(حیدرآباد دکن)

مہر ۱۳۴۶ف م اگست ۱۹۳۷ء

باہتمام صدر انجمن ترک مسکرات حیدرآباد دکن

ماہنامہ

ترک مسکرات (حیدرآباد دکن)

جلد (۱) | ماہ مہر ۱۳۴۶ف مطابق ماہ اگست ۱۹۳۷ء | نمبر (۴)

صدر نشین

عالیجناب نواب مرزا یار جنگ بہادر صدر المہام عدالت امور مذہبی سرکار عالی

نائب صدر

عالیجناب دیوان بہادر آر۔ ڈی۔ انیگار صاحب ایم۔ بی۔ اے ایڈوکیٹ

ارکان

(۱) جناب نواب بہادر یار جنگ بہادر جاگیردار

(۲) جناب اے جی بہادر نیکٹ آمار ریڈیا صاحب اوبی آئی

(۳) جناب سی پی پال صاحب او۔ بی۔ اے ڈپٹی چیف انجینئر

(۴) ریورنڈ الیف سی پیاکٹ ویسلین مشن سکندرآباد دکن

باہتمام صدر انجمن ترک مسکرات حیدرآباد دکن

چندہ سالانہ ۲؍ | قیمت فی پرچہ ۳؍

تعداد (۲۰۰۰)

فہرست مضامین

کسی صورت میں کیوں نہ ہو شراب یا دیگر نشہ آور

اشیا کا استعمال جسمانی صحت کے لئے بالکل غیر مفید ہی

یہ دور حاضرہ کا طبی مشورہ ہے

قول ڈاکٹر جے. ڈی رولاسٹن

شعرا و شراب

الحاج جناب مولوی سید علی شبیر صاحب صدر منتظم عدالت عالیہ

جس طرح واعظ و ناصح ہمیشہ سے شراب کی مذمت کرتے آئے ہیں اسی طرح ایک گروہ صدیوں سے بہانگ دُہل شراب کے فوائد کا اشتہار دے رہا ہے۔ یہ طبقہ نہ شراب فروشوں کا ہے نہ کلالوں کا نہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو شراب کے اُچھلنے سے کوئی کمیشن، تحریر یا دلالی ملتی ہے۔ یہ ہمارے شعرا ہیں جن میں سے بعض کا شمار صوفیائے کرام و اولیا اللہ میں ہے۔ یہ حضرات شراب کی تعریف میں جسے شرع کی زبان میں "ام الخبائث" کہا گیا ہے۔ بڑی شدومد سے رطب اللسان نظر آتے ہیں اور اس متعفن تلخ و ترش و تیز زہر کو فرضی طور پر آب حیات تصور کرتے ہیں۔ متقدمین شعرا کے کلام میں شراب و لوازمات شراب کا تذکرہ دو طریق پر پایا جاتا ہے ایک تو بطور استعارہ و کنایہ جس سے ان کی مراد کچھ اور ہوتی ہے اور اس پیرایہ میں وہ بڑی کیفیات قلبی و واردات روحانی کا ذکر کرجاتے ہیں نیز بعض اوقات حمد و نعت و منقبت کے بڑے بڑے مضامین بھی اسی پیرایہ میں ادا کرتے ہیں۔ دوسرے طور پر خمریات کا ذکر اس طرح کیا جاتا ہے کہ اس میں تاویل و تعبیر کی گنجائش نہیں ہوتی اور صاف شراب سے شراب اور ساقی سے ساقی ہی مراد ہوتی ہے۔

پہلی قسم کے اشعار سے قطع نظر کرکے جو قابل اعتراض تصور نہیں کئے جا سکتے دوسری نوع کے اشعار کی نسبت یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا تمام شعرا واقعی شراب پیتے ہیں؟ اور شراب نوشی کیا فی الحقیقت شاعری کا لازمہ ہے؟ اور کیا بغیر شراب کے اچھے مضمون ہاتھ نہیں آتے؟ اس کا جواب ہر شخص غالباً یہی دیگا کہ سینکڑوں میں ایک آدھ شاعر ایسا نکلے گا جو در اصل اس مخرب اخلاق شئے کا استعمال کرتا ہو ورنہ عام شعرا ایسے ہوتے آئے ہیں جنھوں نے شراب کا ایک قطرہ بھی زبان پر نہیں رکھا۔ پھر آخر کیا وجہ ہے کہ شعرا اس نالایق شئے کی تعریف میں صفحے کے صفحے سیاہ کرتے ہیں اور ناکردہ خطائیں اپنے سر تھوپتے ہیں اس کا سبب بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ میں صوفی شعرائے ایران کی روشن خیالی و وسیع المشربی کی وجہ سے علمائے ظاہر و زاہدان ریائی نکتہ چینی کیا کرتے تھے۔

جس کا جواب ان شاعروں کی طرف سے اشعار میں اس طرح دیا جاتا تھا کہ واعظوں کے عیب چن چن کر دکھائے جاتے تھے ان کے اخلاق و اطوار کا خاکہ اڑایا جاتا تھا اور اُن کو جلانے کے لئے اپنے تئیں شرابی ظاہر کرنے میں بھی تامل نہ ہوتا تھا۔

وجہ متذکرہ بالا خصوصیت کے ساتھ متقدمین شعراء سے متعلق ہے۔ متاخرین شعرا میں بھی ممکن ہے کہ کسی کو واعظوں اور زاہدوں سے کچھ ایسی تکلیف پہنچی ہو جس نے شراب کی تعریف کرنے پر ان کو مجبور کیا ہو۔ مگر ان لوگوں کو عموماً اگلوں کی تقلید نے اس بات پر آمادہ کیا کہ یہ بھی مے پرست بن جائیں اور جس طرح اگلے بزرگوں نے اپنے کلام کو خمریات سے رونق دی ہے یہ بھی شیشہ و شراب و جام و سبو سے اپنا دیوان سجائیں۔ اس خیال نے یہاں تک زور پکڑا کہ لوازمات شراب غزل کا جزو بن گئے۔ شراب نوشی شاعروں کی فطرت میں داخل ہو گئی۔ استعارہ و کنایہ، تشبیہ و مجاز و حقیقت ہو گئے۔ خالص شراب اور جیتا جاگتا ساقی شاعروں کی بزم خیالی میں موجود ہو گیا۔ شراب کباب کے ذکر سے کوئی غزل خالی نہ رہی اور غزلیات کے دیوان شراب خانے بن گئے۔

ایک غیر ملک کا رہنے والا جو مسلمانوں کی طرز معاشرت سے واقف نہ ہو ان کے فارسی اور اردو دیوان دیکھ کر یہ قیاس کر سکتا ہے کہ ان سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی قوم شراب کی متوالی نہ ہو گی۔ اگر یہ کہا جائے کہ شراب نوشی کے رواج دینے میں شاعروں نے بھی حصہ لیا ہے تو شاید مبالغہ نہ ہو ہم نے یہ سنا ہے کہ شاعروں کے کلام دیکھ دیکھ کر بہت سے صوفی شرابی ہو گئے۔ بہت مشکل ہے کہ ایک چیز کا ذکر ہزاروں طرح سے کیا جائے اور اس کی طرف کم سے کم وہ لوگ بھی راغب نہ ہوں جنھوں نے عشق کی تعلیم شعرا کے مکتب میں حاصل کی ہو جن کے سر پر عشق کا بھوت اور جوانی کا نشہ سوار ہو۔

شاعروں کی مے پرستی و مے نوازی ابھی تک چلی جا رہی ہے اور خمریات کا ذکر حقیقت و مجاز دونوں طرح اب بھی کیا جا رہا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ شراب کا تذکرہ ہمارے اشعار سے قطعاً خارج ہو جائے تاکہ اس کو پڑھ کر کسی کے بھٹکنے کا امکان نہ رہے۔ ہمارے ادب میں خمریات کے استعارے بہت ہی عام اور پیش پا افتادہ ہیں جن سے ادائی مطالب میں بڑی سہولت ہوتی ہے اور پیچیدہ سے پیچیدہ معانی بھی عام فہم ہو جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ استعارے ہماری زبان کے اجزا ہو گئے ہیں اور بے اختیار نظم و نثر میں کسی نہ کسی طرح ان کو لانا ہی پڑتا ہے۔ غالب نے سچ فرمایا ہے ؎

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو ۔ بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

اس تمام بحث سے بظاہر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ شراب کا ذکر بطور مجاز تو شعرا کے کلام میں آیندہ بھی چلتا ہی رہے گا اور اس کا ترک کرنا بہت مشکل ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ادب و زبان کے سنوارنے میں شعرا

کا بڑا دخل ہوتا ہے اس لئے اگر یہ حضرات بتوجہ خاص کد و کاوش سے کام لے کر خمر و خمار کے استعاروں کو ترک کردیں اور کوئی اور استعارے خوب صورتی کے ساتھ استعمال فرمانے لگیں تو ہمارے ادب کی زینت میں کمی نہ ہو اور ان مکروہات سے پیچھا بھی چھٹ جائے۔

اب رہا بطور حقیقت شراب کا تذکرہ اس کی نسبت میرا خیال ہے کہ اب ہماری شاعری کا رُخ پلٹ گیا ہے پیشتر شعر گوئی کا دائرہ عموماً غزلیات تک محدود تھا اور غزل کے کسی نہ کسی شعر میں شراب کا ذکر درمیان میں لاکر نصاب غزل کو پورا کیا جاتا تھا۔ اب سخنوری کے اور بھی بہت سے رستے نکل آئے ہیں اور ایسی نظمیں بکثرت لکھی جارہی ہیں جو نا و نوش سے خالی ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں ایک یہ بات بھی ہے کہ جس زمانے میں شراب نوشی کا بہت کم رواج تھا اُس وقت شعرابے دھڑک اپنے فرضی کرتوت کا اظہار کردیا کرتے تھے اور یہ تصور کر لیتے تھے کہ کوئی ان کو شرابی نہ سمجھے گا۔ لیکن اب مے نوشی ترقی پر ہے شعرا اس کا ذکر کرتے ہوئے جھجکیں گے کہ مبادا ان کو کوئی سچ مچ شرابی نہ خیال کرے۔ ایسی صورت میں اگر کوئی شاعر اپنی بادہ پرستی کی ڈینگیں ہانکے گا بھی تو کوئی اس کو توجہ سے سُنے گا بھی نہیں اور نتیجۃً شراب غزل کا جزو نہ رہے گی اس طرح اُمید ہے کہ آئندہ یا تو غزلیں کہنے کا طریقہ ہی باقی نہ رہے یا ایسی غزلیں لکھی جایا کریں جو شراب و کباب سے معرّیٰ ہوں۔

آخر میں شعرا سے میری یہ التجا ہے کہ وہ خمریات سے مقاطعہ کرلیں اور شراب و ساقی و شیشۂ و ساغر کا نام ہنسی سے بھی نہ لیں۔ اب تک شراب کی تعریف میں جو اشعار اُنھوں نے کہے ہیں اگر ہو سکے تو دیوان سے اُن کو خارج فرمادیں تاکہ اُن کو پڑھ کر کسی کے بہکنے کا اندیشہ نہ رہے اور آئندہ شراب کی تعریف میں شعر کہنے کی بجائے اس کی مذمت میں نظمیں لکھیں تاکہ جو کچھ ناصواب کہا گیا ہے اس کا کفارہ ہو جائے۔

مُسکرات

(قسط سوم)

جناب مولوی غلام علی صاحب حاوی "منشی فاضل" اہلکار خزانہ عامرہ سرکار عالی

مضمون زیر بحث پر قسط اول و دوم میں علی الترتیب تاریخی، طبی، مذہبی حیثیت سے روشنی ڈالی جاچکی ہے مگر مذہبی نقطۂ نظر سے صرف احکام اسلام ہی پیش کئے گئے ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دیگر ادیان و ملل کے احکام بھی جس حد تک فراہم ہوسکیں پیش کر دیئے جائیں تاکہ ناظرین کے لئے اس شبہ کی گنجایش ہی باقی نہ رہے کہ اسلام کے سوا اور مذاہب نے بھی شراب کی ممانعت کی ہے یا نہیں؟

قطع نظر اس کے چونکہ ہماری ریاست ابد مدت میں مختلف مذہب و ملت کے لوگ رہتے بستے ہیں۔ اس لئے

دیگر مذاہب سے بھی تا بہ امکان امتناع شراب پر استدلال کیا جانا ضروری سمجھا گیا۔
مگر اس سے پہلے اُن احادیث پر ایک اجمالی نظر ڈال لینی پڑی جن کو قسط دوم میں ہدیۂ ناظرین کیا جا چکا ہے۔ جو امور احادیث مذکورہ سے مستفاد ہوتے ہیں ان میں سے ایک "ایمان" ہے جو بحالت شراب نوشی مومن سے سلب ہو جاتا ہے۔

ایمان کی اہمیت

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دنیا میں جان ہر شخص کو پیاری ہے اور "جان ہے تو جہان ہے" کی مشہور مثل جان ہی کو دنیا جہاں کی روح رواں ثابت کرتی ہے ورنہ جان نہ ہو تو دنیا جہان ہیچ ہے ؎

سب کو پیاری یہ جان ہی سچ ہے جان ہے تو جہان ہے سچ ہے

مال و دولت بھی دنیا میں بالعموم عزیز ترین شے ہے مگر جس دم جان کی پڑ جاتی ہے تو انسان اس سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور یہ اطمینان کہ "جان بچی لاکھوں پائے"، اس کے نقصان کی تلافی سمجھا جاتا ہے۔ اب ذرا اس سے آگے بڑھئے تو معلوم ہوگا کہ اک اور چیز ایسی ہے جو جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھی جاتی ہے اور اگر کوئی ایسی صورت پیش آئے تو اس پر جان کا قربان کر دینا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ اب چاہیں آپ اُس کو "آن" کہیں یا "عزت" کے نام سے موسوم کریں یا "ناموس" کے لفظ سے تعبیر کریں مقصود بالکل ایک ہے۔ اس موقع پر ایسے واقعات کا ذکر تحصیل حاصل ہوگا جہاں پاس ناموس میں جانیں قربان کر دی گئیں ؎

دی جان کو کن نے مگر آن تو نہ دی گزرے ہیں عاشقوں میں بھی کیا وضع دار لوگ

جب ہم ناموس سے بھی آگے نظر دوڑاتے ہیں تو اک اور چیز جس کو منتہائے نظر کہنا بے جا نہ ہوگا دکھائی دیتی ہے اور وہ ایمان ہے جس کی پاسداری میں جان اور آن سے گزر جانا مومنین کی شان ہے۔ ع

ایمان کی کہیں گے ایمان ہے تو سب کچھ

مسکرات کے متوالے بشرط فرصت غور فرمائیں کہ وہ ایمان جس کے مقابلے میں نہ جان کی کوئی وقعت ہے نہ ناموس کی کوئی قدر و قیمت، کس طرح ایک وقتی سرور، آنی کیفیت، ذرا سی لذت (جو کچھ دیر بعد بدکیفی سے بدل جاتی ہے) کی خاطر ایسی نعمت خاص سے اس آسانی کے ساتھ محروم ہو جانا کیا کسی ایسے شخص سے ہو سکتا ہے جو اپنے کو صحیح طور پر انسان سمجھے۔

مے پرستی بت پرستی

دوسرا امر یہ ہے کہ مے پرست بت پرست کے مانند قرار پاتا ہے۔
بلاشبہ دنیا کے ہر مذہب نے توحید کی تعلیم اور خدا پرستی کی تلقین کی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ پیروان مذاہب نے اپنے اپنے احکام مذہبی میں تحریف کر کے ان کو اصلی حالت پر باقی نہ رکھا یا امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ لاطائل تاویلات کی کثرت نے احکام کے اصلی خط و خال کو بالکل ہی مسخ کر دیا مگر یہ بات یقینی ہے کہ کسی بانی مذہب نے حاشا وکلا

بت پرستی کی تعلیم نہیں دی۔ بلکہ ہر زمانے میں جو پیغمبر اور مصلح قوم وخلق مبعوث ہوئے ان کا مقصد اولین یہی رہا کہ شرک و بت پرستی کا دنیا جہاں سے بالکلیہ استیصال ہو جائے۔ مذہب اسلام نے تو ان کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ الغرض مے پرستی بت پرستی کی طرح ایک کبیرہ گناہ اور بدترین فعل ہے اور مے پرست گویا بت پرست کے ہے

بادہ خوار کی جنت سے محرومی ہر کام کی کچھ نہ کچھ غرض وغایت ہوا کرتی ہے اس سے بحث نہیں کہ وہ غرض بجائے خود اچھی ہے یا بری اسی طرح اعمال صالحہ جو کسی نہ کسی مذہب کے تحت دنیا میں کئے جاتے ہیں ان کی غرض بھی نجاتِ آخرت اور حصولِ جنت ہوتی ہے ؎

حور و جنت جلوہ بر زاہد دہد در راہ دوست
اندک اندک عشق در کار آورد بیگانہ را

بمصداق الدنیا مزرعۃ الآخرہ ہمارے افعال حسنہ ہی ہماری نجات آخرت کا ذریعہ ہیں۔ حدیث متذکرہ کا مفہوم کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ بالفاظ دیگر یہ کہا جا سکتا ہے کہ چاہے ہماری نکوکاری کیسی ہی اعلیٰ مرتبہ کی کیوں نہ ہو اگر بدقسمتی سے دختر رز کو منہ لگانے کی چاٹ بھی پڑ گئی ہو تو سمجھ لیجئے کہ اس ایک فعل شنیعہ سے ہماری ساری نکوکاری پر پانی پھر جائے گا۔ اور باوجود جنت کے مستحق ہونے کے ہم اس سے محروم ہو جائیں گے۔ حاصل کلام یہ کہ شراب نوشی ہماری دنیا و آخرت کو برباد کر دیتی ہے۔

دیگر مذاہب کے احکام ہمارا یہ ادعا بے جا نہ ہوگا کہ قریباً ہر مذہب نے شراب کی ممانعت اور اس کے پینے والوں پر لعنت کی ہے۔ رگ وید میں مرقوم ہے کہ:-

"ہندوستان میں جب شراب نوشی کی کثرت ہونے لگی اور گلی گلی مار پیٹ کا بازار گرم ہو گیا تو اس زمانے کے مصلحین نے وید میں یہ لکھا کہ "شراب چھوو نہیں، چکھو نہیں، سونگھو نہیں، پیو نہیں، شراب کا پینا تو چت ہے"

جب لوگوں نے ایسی نرم ہدایت کو نہیں مانا تو پھر یہ سخت فقرہ بڑھایا کہ:-

"شراب کا پینا برہمن کے مارنے کے برابر پاپ ہے"

اس کے بعد شنکراچارج (جو بڑے رہنما اور ہادی تھے) آئے تو انھوں نے بھی شراب نوشی کی مخالفت اس شدت کے ساتھ کی کہ:-

"جس برہمن کی بدھ (عقل) بھرسٹ ہوگی وہی شراب پئے گا اور اس سے سارا کرم دھرم ناس ہوگا"

سری کرشن جی نے بھی اپنے زمانے میں شراب پینے والوں پر بڑی لعنت کی ہے۔ منو کے دھرم شاستر میں لکھا ہے کہ:-

"اگر برہمن شراب پیے گا تو اس کا اکشت (توبہ) یہ ہے کہ وہ کھولتے ہوئے پانی میں یا دودھ یا شراب میں اپنی خودکشی کرلے"

دوسری جگہ یہ لکھا ہے کہ:-

"اگر کوئی برہمن، چھتری، ویش، شودر، میں سے کوئی بھول کر شراب پی لے تو اس کو دوبارہ جنیو لینے کی رسم ادا کرنی پڑے گی اور اگر عورت شراب پی لے تو وہ خاوند کے پاس نہیں جاسکتی، سارے پاپ معاف ہوسکتے ہیں لیکن شراب پینے کا پاپ معاف نہیں ہوسکتا"

غرض ہندوؤں کی تاریخ شہادت دیتی ہے کہ ان کے ہاں بھی شراب نوشی کو قطعاً حرام کردیا گیا ہے۔ کوئی ہندو اپنے الہامی صحیفوں سے شراب نوشی کے جواز کا فتوی حاصل نہیں کرسکتا ہے۔

بدھ مذہب نے نہ صرف گوشت کھانے کی ممانعت کی ہے بلکہ شراب نوشی کی بھی سخت مخالفت کی ہے۔

عیسائیوں اور یہودیوں کے ہاں شراب نوشی کو بدترین فعل سمجھا گیا ہے۔ عہد عتیق کی اول کتاب سے لے کر عہد جدید کی آخر کتاب مکاشفات تک کوئی عیسائی نہیں دکھا سکتا کہ شراب نوشی حلال ہے۔ بلکہ جگہ جگہ یہ لکھا ہے کہ:-

"شراب نوشی کرنے والے جہنمی ہیں"

یہ جو عیسائی بیان کرتے ہیں کہ "حضرت مسیح کے آگے آخر وقت حواریوں نے جو چیز پینے کے لئے رکھی تھی وہ شراب تھی" یہ صریح بہتان ہے۔ وہ انگور کا شیرہ تھا شراب نہ تھی، غرض کہ اسلام سے پہلے دنیا کے سارے مذہبوں نے مل کر منادی کردی ہے کہ شراب حرام ہے اور اس کا پینے والا داخل جہنم ہوگا۔

یہودیوں کے پاس شراب اگر مذہباً جائز ہوتی تو ان کا چھپ کر شراب پینا ضرب المثل نہ ہوتا چنانچہ "شرب الیہود" کا لفظ اسی معنیٰ میں لغت کی کتابوں میں مرقوم ہے۔

شراب نوشی کا اثر معاشرت پر | مولوی الیاس برنی صاحب اپنی تالیف "اصول معاشیات" میں "معیار زندگی" کے عنوان کے تحت رقم طراز ہیں کہ:-

---

[1] ماخوذ از رسالہ انسداد ارتداد موسوم بہ "شراب خوری اور جوے بازی کی خرابیاں"

انسان محض دوست پرستی اپنی زندگی کا مقصد قرار دے لیں تب بھی تمدن اور معاشرت کی حالت ضرور ابتر ہو جائے گی انسان بہت سی بے بہا خوبیوں سے عاری ہو جائیگا اور ایسی زندگی خود اس کے حق میں وبال جان ہو جائے گی یورپ اور امریکہ میں عشرت پرستی کا زور ہے لوگوں نے خوردن برائے زیستن کی بجائے زیستن برائے خوردن اپنا مسلک بنا رکھا ہے اور ان کی زندگی کسی طرح بھی قابل رشک نظر نہیں آتی اگرچہ تعین دشوار ہے لیکن یہ تحقیق ہے کہ جس قوم میں دولت کی حالت خون کی سی ہے اس کی قلت اور کثرت دونوں مضرت رساں ہیں۔ دولت اس قدر ہونی چاہئے کہ لوگ اعلیٰ اخلاق و عادات قایم رکھ کر زندگی کا لطف اٹھا سکیں نہ دولت کو ترسیں نہ اس میں ڈوبیں نہ اس سے نفرت کریں نہ اس کو پوجیں۔ دولت کے صحیح مصرف میں کوتاہی نہ کریں اور بے جا طور پر برباد نہ کر سکیں جبکہ اربوں روپیہ شراب اور آورگی کی سی آتش جہاں سوز کے مشتعل کرنے پر صرف ہو تو ایسی دولت کے ہونے سے نہ ہونا اچھا ؎

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ :-

ہر شخص اپنے مصارف پر غور کرے اکثر کو محسوس ہوگا کہ بحالت موجودہ احتیاجات کے مراتب قابل اعتراض ہیں۔ اکثر اعلیٰ احتیاجات کو پس پشت ڈال کر اور گرد و نواح سے متاثر ہو کر ادنیٰ خواہشات کی خدمت گزاری میں مصروف ہیں۔ تفصیل کی تو گنجائش نہیں لیکن مجملاً اتنا اشارہ ضروری ہے کہ بحالت موجودہ صحت کے بعد تعلیم کا نمبر ہونا چاہئے اور ایسے مصارف جو صحت و اخلاق کو برباد کر رہے ہیں اور بدقسمتی سے روز افزوں تسلط پا رہے ہیں جلد سے جلد ترک کر دیئے جائیں خصوصاً تمبا کو اور شراب کے رواج کی روک تھام بہت عجلت طلب اور ضروری ہے ؎

اسلامی نقطۂ نظر سے شراب نوشی کا سب سے بدترین اثر جو ہماری معاشرت پر پڑتا ہے وہ مسئلہ طلاق ہے یعنی بحالتِ سکر اگر کوئی اپنی بیوی کو طلاق دے تو طلاق یقینی واقع ہو جائے گی۔ یہ عذر کہ حالت نشہ میں ہوش و حواس بجا نہیں تھے عدم وقوعِ طلاق کے لئے کوئی حیلہ شرعی نہیں پیدا کر سکتا۔ زیادہ کیا لکھوں وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت۔ زینب۔ فقط۔

شرابی

جناب منشی بنارسی داس صاحب سکینہ قمر پیلی بھیتی ہیڈ ماسٹر اپر ہول مٹھ

گلاسوں میں جو ڈوبے پھر نہ ابھرے زندگانی میں
ہزاروں بہہ گئے ان بوتلوں کے بند پانی میں

شراب کی تو بہت سی قسمیں ہیں مگر شرابیوں کی صرف چار قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو شراب کو جس کا دوسرا نام دارو بمعنی دوا بھی ہے دوا کے طور پر استعمال کرتے ہیں جس سے ان کی صحت تندرستی بحال اور دماغ مفرح رہتا ہے ایسے لوگوں پر کسی کو سان گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ شرابی ہوں گے۔

دوسرے وہ جو مکان میں منگوا کر کثرت سے پیتے ہیں۔ مگر پی کر فوراً ہی سو جاتے ہیں اور خمار بادہ کو سوتے ہی میں ختم کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی چنداں بدنام نہیں ہوتے۔

تیسرے وہ جو میخانے سے خوب شراب پی کر گرتے پڑتے۔ ہلتے جلتے۔ جھومتے جھامتے چلے آتے ہیں۔ اور گھر میں آ کر ماں کو جورو اور جورو کو ماں کہہ کر فحش گالیاں بکنا شروع کرتے ہیں۔ نہ اپنے لباس کپڑوں کا انھیں دھیان رہتا ہے۔ نہ برہنگی کا خیال نہ بہن بھائی سے شرم نہ ماں باپ سے لحاظ بیٹے کو "معشوق"۔ اور بیٹی کو "محبوبہ" "معشوقہ" اور "دلربا" سے خطاب کرتے ہیں۔ چوتھے وہ جو اتنی کم پیتے ہیں کہ صرف منہ سے بو آ نکلے یا صرف اس مطلب براری کے لئے ہونٹوں پر شراب لگا لیتے ہیں اور بس میخانے سے نکلے۔ اِس کو چھیڑ۔ اُس کو گالی دے۔ اِس سے اینٹھ اُس سے اکڑ شروع کر دی اور اپنے تئیں رستم زماں ظاہر کرنے لگے یہ لوگ در اصل شرابی نہیں بلکہ بدمعاش اور آزاد ہوتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ شراب جس کا ہاتھ پکڑ لیتی ہے اس کی رفاقت سے منہ نہیں موڑتی۔ خزانے خالی ہو جائیں ملک بک جائیں۔ ریاستیں اور جاگیریں برباد ہو جائیں تھالی لوٹے اور برتن باسن سب گرو ہو جائیں مگر بیچاری وفادار شراب اس کا ساتھ نہیں چھوڑتی۔

شراب اشیائے نشی میں سے ہونے کی وجہ سے مذہباً حرام ہے۔ مگر اتنا کمال تو اس میں ضرور ہے کہ کیسے ہی مرے سے مرے آدمی کے منہ میں اس کے قطرے پڑنے دو۔ بس وہ شیر ہو گیا اُٹھ بیٹھا اور خم ٹھوک کر میدان جنگ میں آ گیا۔ جہاں اس کا نشہ اترا پھر ویسے کا ویسا ہی گیدڑ۔ "پکا جادو وہ ہے جو سر پر چڑھ کر بولے"۔

ایک شرابی صاحب جو میخانے سے نشے میں شرابور چلے آ رہے تھے راستے میں ایک نالے کے پاس گر پڑے منہ تھا کھلا ہوا ایک کتے نے ان کے منہ کو سونگھا جس میں کبابوں کی بو آ رہی تھی کتا حسب عادت اپنی ٹانگ اُٹھا کر ان کے منہ میں پیشاب کرنے

لگا۔ آپ یہ سمجھ کر کہ معشوقہ شراب پلا رہی ہے فرمانے لگے" معشوقہ بس ! معشوقہ ! بس بس ! معشوقہ بس ! بوتل کا منہ بند کر۔
دولت اور شراب میں ہمیشہ سے چشمک رہی ہے ہندوستان کے مزدور دن بھر سخت سے سخت محنت کرتے ہیں سر پہ دھوپ پڑتی ہے۔ پتھر کاٹتے ہیں۔ سڑکیں کوٹتے ہیں۔ بوجھ اُٹھاتے ہیں۔ گرمی کے دنوں میں سڑک جل رہی ہے۔ مگر یہ ننگے پیر اپنے کاروبار میں مشغول ہیں۔ جب شام کو انھیں مزدوری میں روپیہ یا ڈیڑھ روپیہ ملا تو سیدھے کلال خانے یا میخانے کی راہ لی جہاں جاتے ہی بارہ چودہ آنے پانی میں ملا دیئے۔ اب دس بارہ آنے جو باقی رہے جو رو بچوں کو لا کر دیئے۔ اگر یہ طبقہ کفایت شعاری سے کام لیتا اور شراب کا استعمال نہ کرتا تو اس میں شک نہیں کہ متمول ہوتا۔ عموماً شرابیوں کا مزاج چڑچڑا ہوتا ہے شراب پیتے ہی نیک بدکی تمیز اٹھ جاتی ہے۔ ایک مرتبہ شام کے وقت ایک شرابی جو کہ بہت ہی مفلس اور کنگال تھا نشے میں مست جھومتا چلا آرہا تھا دوسرے طرف سے اسی ریاست کا بادشاہ ہاتھی پر سوار گزرا۔ شرابی نے بادشاہ سے سر اُٹھا کر اکڑ کر پوچھا۔" بول وے ہاتھی کا کیا لے گا؟ بادشاہ نے تاڑ لیا کہ یہ شرابی ہے فوراً پکڑ کر اپنے محل کے صحن میں زیر فلک ٹھنڈے پتھروں پر لٹوا دیا اور خوب پانی اس کے اوپر چھڑکوایا۔ موسم سرما کی راتیں تھیں بارہ ایک بجے رات تک شرابی نشے میں چور رہا۔ مگر جب ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں اور پانی نے نشہ کافور کر دیا تو وہ ہوش میں آیا دیکھتا کیا ہے کہ بادشاہ کا محل ہے۔ اب تو جسم تھرانے لگا۔ رُوح کانپنے لگی۔ مگر اس سے کیا ہوتا تھا خیر جیسے تیسے اللہ اللہ کرکے صبح ہوئی اور بادشاہ کے سامنے اس کو پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے پوچھا" آپ ہاتھی کا کیا دیں گے"، شرابی صاحب نے فرمایا۔ سرکار خریدار تو رات ہی کو چلا گیا۔ بادشاہ یہ سُن کر خوش ہوئے اور اس کو چھوڑ دیا۔
شراب کا گھونٹ حلق سے نیچے اُترتے ہی شرابی منہ بگاڑتے بھوئیں چڑھاتے اور تھوکتے ہیں۔ مگر پھر پیتے جاتے ہیں۔ خدا جانے کہ اس میں کیا مزہ ہے۔ مگر جب شراب کا خمار اُترتا ہے تو ہاتھ پیر ٹوٹنے لگتے ہیں۔ جمائیاں آنے لگتی ہیں اور بُری حالت ہو جاتی ہے۔ کوئی کام کرنے کو طبیعت نہیں چاہتی۔ اس حالت کو درست کرنے کو شرابی پھر شراب پیتے ہیں اور پھر وہی ہوتا ہے جو کہ پہلے ہو رہا تھا اسی طرح یہ سلسلہ بدستور جاری رہتا ہے۔
شرابی لاکھ توبہ کریں مگر شراب انہیں چھوٹتی شرابی ہمیشہ یہی وعدہ کرتے رہتے ہیں کہ کل سے شراب پینا حرام ہے۔ مگر بھائیو! کل کبھی نہیں آتی شراب سے توبہ کئے ہوؤں کا حال یہ ہے کہ بادل کا رنگ دیکھ کر طبیعت مچل جاتی ہے اور پھر شروع کر دیتے ہیں۔ معشوقہ کی پیاری پیاری صورت، معشوقہ کی مست آنکھیں پھر طبیعت کو شراب کی طرف مائل کر دیتی ہے۔ اگر شراب پینا ہی ہے تو وہ شراب پیو جس کا نشہ کبھی نہ اترے ؎

وہ مے نصیب کہاں ان ہوس پرستوں کو
کہ ہو قدم کو نہ لغزش نہ منہ سے بو آئے

Block Printed at the Prem Sagar Press, Gowliguda, Hyderabad.

نشہ کے مضرات

(بچوں کے لئے)

صابر علی حیدرآبادی

بچو! تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ انسان کا صحیح الدماغ ہونا خداتعالیٰ کی عطاکردہ نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے کیونکہ دماغ ہی جسمانی حکومت کا پایہ تخت ہے۔ جسم کی تندرستی اور صحت کا دارومدار اسی کی چستی وچالاکی پر منحصر ہے یہ جسم کی حس وحرکت کو قابو میں رکھتا ہے۔ قوت دلیلہ، تمیز، فہمید، احساس اور حافظہ یہ تمام اسی کے اہم جزو ہیں۔ اس لئے ہر انسان پر اس کی حفاظت لازمی ہے۔

مگر آج کل لوگ پیسے خرچ کر نہایت خطرناک زہر کو اپنے جسموں میں پہنچا رہے ہیں، جس کو مسکرات یعنی نشہ پیدا کرنے والی اشیا کہتے ہیں جو ہر ذی روح کے لئے مہلک ہے۔ یہ پہلے پہل جسم کے اعلیٰ حصہ یعنی دماغ پر اثر کرتی ہے اس کے استعمال سے متذکرہ بالا قوتیں بیکار ہوجاتی ہیں جس کے سبب ایک جنونی میں اور ہم میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ برعکس اس کے لوگ اس کو بیماری سے بچانے والی، جسم کو گرمی اور طاقت بخشنے والی تصور کرتے ہیں حالانکہ ہر نشے دار شے خواہ کسی مقدار میں استعمال کی جائے جسم کے لئے مضر ہے: یہ غذا کے تحلیل کرنے میں خلل پذیر ہوتی اور جسم ودماغ کو بڑھنے سے روکتی ہے۔ اس کے استعمال سے دل کمزور اور بے طاقت ہوجاتا ہے اور اس کے رگ وریشے سکڑ جاتے ہیں۔ دل کی کمزوری کے باعث انسان کئی قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ یہ جسم کو گرمی پہنچانے کی بجائے سرد کردیتی ہے اگر یہ جسم کو گرم رکھنے میں مفید ہوتی تو سرد ملکوں میں اس کا استعمال لازمی قرار دیا جاتا اور کثرت سے استعمال کی جاتی لیکن ان ممالک میں اس کے استعمال کی سخت ممانعت کردی گئی ہے۔

یہ محنت اور مشقت کرنے کی طاقت پر بہت برا اثر کرتی ہے چنانچہ شہزوری اور ورزش کرنے والوں کا خیال ہے کہ شہزوری میں فوقیت حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کی نشہ لانے والی چیزوں سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ فوجی افسر بھی یہی شہادت دیتے ہیں کہ جو سپاہی نشہ سے پرہیز کرتا ہے وہ ہر طرح اچھا رہتا ہے اور سپہ گری کے کام نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتا ہے۔ جنوبی افریقہ کی لڑائی میں دیکھا گیا کہ جو سپاہی شراب وغیرہ کے عادی

تھے وہ دوڑ دھوپ میں سب سے پہلے تھک کر ہار جاتے تھے۔ یہی حال یورپ کی جنگ میں بھی ہوا۔ ان مثالوں سے صاف ظاہر ہے کہ تھکا ماندہ انسان اپنی حالت پر جلد قایم ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ شراب وغیرہ کا استعمال کرنے والا نہ ہو۔

نشی اشیا کے استعمال کرنے کا ایک بُرا انجام یہ بھی ہوتا ہے کہ انسان عزت و آبرو کھونے کے علاوہ اور بہت سی بُری عادتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے مثلاً چوری، عیاشی، بد دیانتی، بدمعاشی، جھوٹ وغیرہ یہ تمام بُرے افعال اس سے سرزد ہونے لگتے ہیں۔ اس کے ہوش و حواس بجا نہیں رہتے اور وہ اپنی پوشش کی صفائی اور جسمانی صحت وغیرہ کی ذرا بھی پروا نہیں کرتا۔

نشہ باز صرف اپنا ذاتی نقصان نہیں کرتا بلکہ اپنے ساتھ عزیزوں اور رشتہ داروں کی زندگی بھی تلخ کر دیتا ہے۔ وہ اپنے اور اپنے خاندان والوں کے کھانے کپڑے غرض کہ زندگی کی تمام ضروریات کو بہم پہنچانے سے قاصر رہتا ہے اس کو معمولی سے معمولی ضرورت کے لئے قرض لینا یا کسی سے امداد کا طالب ہونا پڑتا ہے۔ ایسے شخص کے بیوی بچے تنگ حال رہتے ہیں۔ خاندان میں نااتفاقی اور تباہی پیدا ہو جاتی ہے۔ آپس کی محبت اٹھ جاتی ہے اور اکثر لڑائی جھگڑا ہوا کرتا ہے۔

اس لئے ہم اپنے عزیز بچوں کو اس امر کی ہدایت کرتے ہیں کہ وہ ایسی عادتوں میں مبتلا نہ ہوں جو جسم کے لئے مضر اور آرام و آسایش کی زندگی میں خلل ڈالنے والی ہوں کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ یعنی بے ضرورت شئے کا ترک کرنا خوبی اسلام سے ہے۔

روئداد

دسلی ڈسٹرکٹ ٹمپرنس سکرٹیریز کانفرنس

جناب مانک راؤ صاحب کتب خانہ دار

وائی۔ یم۔ سی۔ اے ہال باغ عامہ روڈ حیدر آباد دکن میں ۲۰ تا ۳۰ جولائی ۱۹۳۷ء دسلی ڈسٹرکٹ ٹمپرنس سکرٹیریز کانفرنس منعقد کی گئی جس میں تقریباً پون سو سکرٹیریز تلنگانہ کے مختلف حصوں سے بحیثیت نمایندہ شریک رہے۔ اس کانفرنس کی تمام کارروائیاں مثلاً تقاریر، ڈرامے، اور میجک لنٹرن لکچرز وغیرہ ترک مسکرات ہی سے متعلق تھیں۔ اور کانفرنس کی تمام کارروائی تلنگی زبان میں ہوئی۔

۲۰ جولائی صبح ساڑھے آٹھ بجے ریورنڈ ایف سی سیاکٹ جو ہماری مرکزی انجمن کے رکن ہیں استقبالیہ تقریر فرمائے۔

۲۱؍ جولائی صبح ساڑھے آٹھ بجے ڈاکٹر ڈی فرانسس جو لکشی پیٹھ مشن ہاسپٹل کے مشہور ڈاکٹر ہیں بعنوان "الکحل کے اثرات جسم پر" عام فہم زبان میں سائنٹفک تقریر فرمائی جس کو حاضرین نے غور سے سنا۔ تمام اعضائے جسمانی کے علیحدہ علیحدہ تصاویر جو خود ڈاکٹر صاحب نے کھینچی تھیں۔ تقریر کی وضاحت دینے میں ان سے مدد لئے اور تقریر کے بعد بغرض ملاحظہ حاضرین میں گشت بھی کروائی گئیں اور بعد میں ایک ایسے مریض کی عکسی تصویر بتلاتے ہوئے ذکر کیا کہ سیندھی کے کثرت استعمال سے جس کا پیٹھ پانی کا گھڑا جیسا بن گیا تھا یہ تمام تصاویر ڈاکٹر صاحب نے انجمن کے کتب خانہ کو عطا فرمایا ہے جو شکریہ کے ساتھ قبول کئے گئے۔

شام میں تین بجے جناب بہاگیہ ریڈی صاحب ایڈیٹر آدی ہندو، کی تقریر ہوئی قابل مقرر اس خصوص میں اپنے ذاتی تجربوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک پرجوش تقریر فرمائی جن میں سے ایک مندرجہ ذیل ہے۔

جناب ریڈی صاحب کے ایک گتہ دار دوست تھے جن کے ہاں ایک سو سے زائد مزدور کام کرتے تھے اور تقریباً یہ تمام نشہ استعمال کرنے والے تھے ان سے اس عادت کو دور کرنے کی ریڈی صاحب نے ٹھانی۔ ایک دن جب کہ وہ مزدوری لے کر واپس جارہے تھے کہ یہ وہاں پہنچے اور مسکرات کو ترک کرنے کی استدعا کی اور ان میں سے صرف سولہ ایسے اشخاص کو چن لیا جنھوں نے وعدہ کیا کہ روزانہ صرف ایک آنہ دیا کریں گے اس طرح سولہ ایک آنے نیز ایک روپیہ روز وصول ہونے لگا اور جب مہینہ ختم ہوا تو ریڈی صاحب کے یہاں تیس، روپیہ جمع ہو گئے۔ تب اسی طرح ان تمام لوگوں کو بلا کر ایک تولہ سونے کا پدک جو ان تیس روپیوں سے تیار کی گئی تھی سب کو بتلایا اور کہا کہ یہ ان ایک آنے کے پیسوں کی برکت ہے جس کو تم روزانہ بے پروائی سے خرچ کرتے ہو اور مجھے دیتے ہوئے بھول بھی جاتے ہو، تب ان آدمیوں میں لاٹری نکالی گئی اور جس کے نام چٹھی نکلی اس کے بیوی کے گلے اسی شخص کے ہاتھ تمام مجمع کے سامنے بندھوایا گیا۔ اس عمل سے ان پر خاص اثر ہوا اور ایک آنے کے بجائے دو آنے اور سولہ کی جگہ بتیس اشخاص اٹھ کھڑے ہوئے کہ آج سے ہم بھی اس طریقہ پر عمل پیرا ہوں گے۔ اس طرح ایک ایک ہفتہ میں ایک ایک تولہ سونا ان کے ہاتھ آنے لگا۔ اس طرح ان میں فضول خرچی نیز شراب خوری کم ہونے لگی۔ شراب پینے کی مخالفت ان کی بیویاں شد و مد سے کرنے لگیں کیونکہ جتنا کم کیا جاتا اسی مقدار سے گلے میں سونا میسر آتا۔ بھلا وہ کون عورت ہے جو سونے کو پسند نہ کرے؟

اسی روز شام کو ساڑھے چھ بجے جناب یم نرسنگ راؤ صاحب ایڈیٹر رعیت نے، معاشی نقطۂ نظر سے ایک عالمانہ تقریر فرمائی جو اعداد و واقعات سے پُر تھی جس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

باتباع فرمان مبارک ایک ٹمپرنس کمیٹی قائم ہوئی ہے جو حکومت کی امداد سے مسکرات کو ترک کرانے کی بہت کوشش کر رہی ہے اس سے پہلے حکومت کنٹراکٹ سسٹم پر عمل پیرا تھی مگر اب مدراس سسٹم اختیار

کیا گیا جس کا اصول "سنگین محصول۔ اقل ترین کھپت" ہے۔

نشیات کے کم استعمال ہونے کے ثبوت میں کہ پہلے شراب خانوں کی تعداد جو (۸۸۹۶) تھی وہ گھٹ کر ۱۳۴۴ف میں (۵۲۵۹) ہوئی۔ سیندھی جو ۱۳۳۹ف میں (۹۰۵۴۲۷) پروف گیالن استعمال کی جاتی تھی وہ ۱۳۴۴ف گھٹ کر (۴۵۰۵۱۲) پروف گیالن استعمال ہوئی نیز سیندھی کے استعمال میں (۴۰) فیصدی کمی ہوئی مگر اس کے خلاف ولایتی شراب زیادہ کھپ رہی ہے اعداد بتلاتے ہیں کہ ۱۳۳۹ف میں (۴۹۷۷۰۴) روپیہ کا شراب درآمد ہوا تھا۔ تو ۱۳۴۴ف میں درآمد شدہ شراب کی قیمت چھ لاکھ سے متجاوز ہوگئی۔

پس سیندھی و دیسی شراب کے کم استعمال ہونے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ غریب دیہاتی اور مزدوروں میں پینے کی عادت کم ہو رہی ہے اور برخلاف اس کے ولایتی شراب کے اعداد کا چڑھتے نظر آنا صاف واضح کئے دیتا ہے کہ شہری متمدن و تعلیم یافتہ طبقہ نشہ بازی کی طرف کھنچے چلے جا رہا ہے۔

سیندھی کے کم استعمال ہونے کے اور بھی چند وجوہات ہیں ہمیں بھولنا نہ چاہئے کہ ہم عام عالمی پستی کے ایام گزار رہے ہیں۔ آج مزدوروں کی جھولی میں اُتنے پیسے یا اُتنے دانے اناج کے نہیں گرتے جو پہلے گرا کرتے تھے اور نہ اُن کی وہ قوت خرید ہے جو پہلی تھی۔ پس مزدور جو روز بروز غریب ہوتے جا رہے ہیں مجبور ہیں کہ اپنی نشہ بازی کو کم کریں۔ علاوہ اس کے اس مدراس سسٹم کے تحت سیندھی نہ بن میں بکی جاتی ہے نہ راستے میں اور نہ دوکان سے باہر لے جانے کی اجازت ہے اور دیہات میں اونچی ذات کے لوگ جن میں کنبی بڑائی لوہار وغیرہ ہیں جو کھلم کھلا سیندھی خانہ میں بیٹھ کر پینا عار سمجھتے ہیں اور ان کا زنانہ تو آتا ہی نہیں اب تک جیسے ان کی طلب کی رسد مکانوں پر کی جاتی تھی اب ممکن نہیں۔ دوسرے اس لئے بھی سیندھی کے استعمال میں خاطر خواہ کمی ہوئی اور میں دعوی سے کہہ سکتا ہوں کہ ایک غریب مزدور یا کسان کو پیٹ بھر کھانا ملے تو کبھی سیندھی یا شراب کا خیال تک نہ کرے گا اور یہی وجہ ہے کہ آج ہز اکسیلنسی لارڈ لنلتھگو وائسرائے ہند مسئلہ غذا کو غیر معمولی اہمیت دے رہے ہیں اگر ہر دیہاتی کو دودھ مہیا کیا جائے جو بہت آسانی سے کیا جا سکتا اور جس کی ضرورت بھی شدید ہے اور معمروں کے لئے مدارس شبینہ کا انتظام اور بچوں کے لئے جبری تعلیم کا اسکیم عمل میں لایا جائے تو ضرور ہے کہ نشہ بازی خود بخود دور ہو جائے گی۔

رات میں ساڑھے آٹھ بجے "ہری داسی" اور "راجی گارڈ" کے میجک لنٹرن لکچرز ریورنڈ سی جی ارلی اور پاسٹر الیوداسو نے دیئے۔ جن میں ہری داسی بنگال کے مشہور ادیب بنکم چندر چٹرجی کا لکھا ہوا قصہ ہے اور موخرالذکر راجی گارڈ ریونڈ سی جی ارلی کا تیار کردہ ہے۔

بروز پنجشنبہ ۲۲ر جولائی ساڑھے آٹھ بجے صبح سکریٹریز اپنے اپنے تجربہ جو دلچسپ و دلآویز تھے بیان کئے۔

جو اس تحریک کے تبلیغ کے سلسلہ میں انہیں حاصل ہوئے تھے ان میں سے ایک سکریٹری کا تجربہ کا ذکر مثالاً کیا جاتا ہے مسٹر راجیا سکریٹری ساکن میدک جن کے والد کو پینے کی عادت ہوئی ہوتے ہوتے ان کی عادت اتنی جڑ پکڑی کہ نہ صرف کمائی بلکہ جائداد بھی نشہ بازی کے بھینٹ ہوگئی۔ ساہوکار جب قرض وصول کرنے آئے تو سوائے اُن کے دو بیٹوں کے اور کوئی جائداد نہ تھی۔ تین سال تک وہ دو بیٹے نشہ بازی کے لئے کی ہوئی قرض کو ساہوکار کے ہاں نوکری کرکے ادا کئے۔

شام میں تین بجے مسز بال سندرم بعنوان "عورتیں اور مسکرات"، تقریباً ایک گھنٹہ تقریر فرمائی۔ قابل مقررہ نے سماج میں عورتوں کی اہمیت کو بتلاتے ہوئے کئی عملی طریقے بتلائیں کہ ایک خانہ دار عورت اپنے شوہر کو اس لت سے کیسے بچا سکتی ہے؟ اور اپنی اولاد میں ترک مسکراتی ذہنیت کیسے پیدا کرسکتی ہے؟ اور جہالت کے باعث جو وا ہمے عموماً عورتوں اور خصوصاً بوڑھیوں میں ہیں ان کو جلد از جلد دور کرنا چاہئے ورنہ یہ ہر آنے والے نسل کو مخلوط کردیں گے اس کے لئے ایک تبلیغ کرنے والی خاتون کی خصوصاً اور تعلیم نسواں کی عموماً ضرورت ہے۔ کیونکہ اس گتھی کو سلجھانے میں مردوں سے زیادہ عورتیں کارکردہ ثابت ہوں گی۔

۲۲ر جولائی شام کو ساڑھے چھ بجے عالیجناب نواب مرزا یار جنگ بہادر صدر المہام عدالت و امور مذہبی وصدر انجمن ترک مسکرات حضرات و خواتین کے ایک بہت بڑے مجمع میں ایک بسیط تقریر فرمائی جو نصیحت آمیز واقعات سے پُر تھی۔ نواب صاحب نے اپنی تقریر میں مرکزی انجمن ترک مسکرات کے وجود میں آنے کے وجوہ اس کے اغراض و مقاصد کو بتلاتے ہوئے معاشی، اخلاقی، اور جسمانی نقطۂ نظر سے نشہ بازی کے نقصانات کو بیان فرمائے ذاتی تجربوں سے نقشوں سے۔ امریکہ میں چھپے ہوئے رنگین کارڈوں سے وضاحت فرماتے ہوئے اپنی تقریر کو دلچسپ بنائے۔ رسالہ ترک مسکرات کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تمام معتمدین رسالہ کو پڑھیں اور دوسرے کو پڑھنے کو دیں جو پڑھنا نہ جانتے ہوں انھیں پڑھ کر سنائیں کیونکہ نہ صرف اقوال زرین، تحقیقاتی مضامین مذہبی احکامات ہوتے ہیں بلکہ بچوں کے لئے خاص مضامین اور سارے عالم کے ترک مسکرات سے متعلقہ تازہ ترین خبریں اور حیدرآبادی خبریں بھی ہوا کرتی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ اُن کے تبلیغی مساعی میں اندھے کو لکڑی کا سہارا دے گی۔ نواب صاحب کی تقریر زبان اُردو میں ہونے کی وجہ سے حاضرین کے سہولت کے مدنظر میں نے ساتھ ساتھ اس کا مفہوم تلنگی میں ادا کیا۔

اس کے بعد ریورنڈ سیاکٹ صدر جلسہ نے عالیجناب نواب مرزا یار جنگ بہادر کا شکریہ ادا کرنے پر جلسہ برخاست ہوا۔

رات میں ساڑھے آٹھ بجے دسلی ہائی اسکول کے طلبہ ایک ڈرامہ موسومہ [illegible]

بزبان تلنگی اسٹیج کئے سامعین سے ہال کھچاکھچ بھرا ہوا تھا۔ڈرامہ کے تن کے ساتھ ساتھ طلبہ کی اداکاری نے سامعین کے دلوں کو کافی موثر کیا۔

۲۳ر جولائی جمعہ کو تمام معتدین کو خدا حافظ کہا گیا فقط۔

روئداد جلسہ

جو ولایت منزل بیگم پیٹھ میں منعقد ہوا

منجانب ڈبلیو۔اے۔اس اینڈ ایس۔اے ایک جلسہ بتاریخ ۲ر اگست ۱۹۳۷ء ولایت منزل بیگم پیٹھ میں منعقد ہوا جس میں عالیجناب نواب مرزا یار جنگ بہادر صدر المہام عدالت و امور مذہبی نے بعنوان ترک مسکرات" انگریزی میں ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ دوران تقریر میں قیام انجمن ترک مسکرات کی غرض و غایت کا اظہار فرماتے ہوئے شراب اور دیگر نشہ آور اشیا کا اثر جو انسان پر جسمانی، دماغی۔معاشی اور معاشرتی حیثیت سے مترتب ہوتا ہے واضح فرمایا۔اور یہ بھی ظاہر فرمایا کہ کمسن بچوں کی تعلیم و تربیت میں بہ نسبت باپ کے ماں کو زیادہ حصہ لینا چاہئے کیونکہ بچے اس سے بہت مانوس ہوا کرتے ہیں اور اُن پر ماں کی تربیت کا نہایت اچھا اثر پڑتا ہے آخر میں معزز خواتین سے یہ استدعا کی کہ رسالہ ترک مسکرات جو انجمن ترک مسکرات حیدر آباد دکن سے ماہانہ شایع ہو رہا ہے ایک بہترین مضامین کا مجموعہ ہے اگر محترم خواتین اس پرچہ کو خرید فرما کر اور دوسروں کو بھی خریدنے کی ترغیب دلاکر اشتراک عمل میں انجمن کا ہاتھ بٹائیں گی تو میں مشکور ہوں گا۔

ترک مسکرات کی عالمی خبریں

جناب ڈی۔ ایس گوپالن صاحب

جناب مانک راؤ صاحب

سات ہزار اٹھاون مربع میل پر سیندھی نہیں بکیگی

چوبیس لاکھ اڑتیس ہزار نوسو بہتر نفوس سیندھی استعمال نہیں کریں گے

حکومت مدراس کا پندرہ لاکھ کا قابل رشک ایثار

مدراس حکومت مدراس نے ۲۷ جولائی کو احکامات جاری کر دیئے ہیں کہ ضلع سیلم میں سیندھی فروخت نہ ہو اس طرح سارے سیلم ضلع میں اس ترک مسکراتی عمل کے ذریعہ حکومت مدراس کی آمدنی میں تقریباً پندرہ لاکھ کی کمی ہوگی۔ ضلع سیلم کا رقبہ (۷،۰۵۸) مربع میل اور آبادی بلحاظ مردم شماری سنہ ۱۹۳۱ء (۲،۴۳۸،۹۷۲) ہے۔ حکومت مدراس کی آبکاری آمدنی سارے آمدنی کا چوتھائی ہے۔ اگر سارے احاطہ مدراس میں ترک مسکرات کا عمل ہو تو حکومت کو پانچ کروڑ کا خسارہ ہوگا۔ اس پر بھی حکومت مدراس ترک مسکرات پر عمل کرنے کو تلی ہوئی ہے۔ اور امتحاناً ضلع سیلم کو تجویز کیا گیا ہے۔ قطعی ترک مسکرات کے اس امتحانی اسکیم کو عمل میں لانے پر حکومت مدراس کو ہم مبارکباد دیتے ہیں۔ اور اس ایثار اور ہمت کے خوشگوار نتیجے کو دیکھنے کے لئے بیتاب ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ حکومت مدراس نہ صرف ضلع سیلم میں بلکہ احاطہ ہذا کے سارے اضلاع میں قطعی ترک مسکراتی اسکیم کو عمل میں لاکر نہ صرف دیگر علاقہ جات ہند کو بلکہ سارے دنیا کو یہ بتادے گی قطعی ترک مسکرات پر عمل پیرا ہونا ایک متمدن حکومت کے مانع نہیں۔

صوبہ جات متوسط حکومت صوبہ جات متوسط بھی قطعی ترک مسکرات پر عمل کرنے غور کر رہی ہے اور اسکیم کو

امتناعاً عمل میں لانے کے لئے نرسنگھا پور سب ڈویژن کو منتخب کیا گیا ہے۔

احمد نگر باجلاس کلکٹر احمد نگر آئندہ قسط سنہ ماہی کے لئے دوکانات سیندھی کے بیٹھک کی ہراج مقرر تھی جلسہ ہراج میں مقابلہ مطلق نہیں رہا منجملہ (۱۴) دوکانات کے (۱۰) دوکانات مبلغ پانچسو روپیہ میں پہلی بولی پر ختم ہوئے۔ اس طرح ایک دوکان کا ماہانہ بیٹھک سولہ روپیہ دس آنے آٹھ پائی ہوا۔ جو نہایت ہی قلیل رقم ہے اس سے لوگوں کی ترک مسکراتی ذہنیت کا پتہ چلتا ہے۔

واردھا حدود بلدیہ واردھا میں تاڑی اور شراب کی دوکانیں بند کر دینے کے متعلق واردھا میونسپالیٹی نے ایک رزولیوشن منظور کر کے صوبہ متوسط میں پہلے پہل مسکرات کے خلاف قدم اٹھانے کی ہمت اور عزت حاصل کی۔

حیدرآباد دکن جناب وی۔ ایس گوپالن صاحب سکریٹری بحیثیت نمائندہ انجمن ترک مسکرات کانفرنس عہدہ داران تعلیمات میں ترک مسکرات کے متعلق تقریر فرماتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ بچوں اور بچیوں کو مدارس میں ترک مسکرات سے متعلقہ اسباق دیئے جائیں تاکہ بچپن ہی سے ان میں ترک مسکراتی ذہنیت پیدا ہو جائے۔ ہم جناب مولوی سید محمد حسین صاحب ناظم تعلیمات کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ صاحب موصوف نے ہماری انجمن کے نمائندے کو اظہار خیال کا موقع عطا فرمایا۔

بمبئی ۱۴ر جولائی کا ذکر ہے کہ بمبئی میں ایک کارونر نے ۲½ سالہ بچے کی لاش پر تحقیقات کی تو اس کی ماں نے اپنے بیان میں کہا کہ وہ بچے کو روزانہ افیون کی گولی دیا کرتی تھی۔ ۱۰ر جولائی کو بھی اس نے حسب معمول گولی کھلادی لیکن غلطی اتنی ہوگئی کہ افیون کی ڈبیہ بچے ہی کے پاس چھوڑ گئی معلوم ہوتا ہے کہ بچے نے اپنے ہاتھ سے نکال کر چند گولیاں اور کھالیں۔ بچے کو دواخانہ میں پہنچایا گیا مگر وہ تیسرے دن مرگیا۔

اندرونی خبریں

سر سید راس مسعود کا انتقال پُرملال

سر سید راس مسعود کا حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال ہو گیا جس سے ملک کو ناقابل تلافی نقصان ہوا۔ نواب صاحب کی اس بے وقت موت پر ہم انتہائی رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں اور مرحوم کے پس ماندگان کے ساتھ اس صدمہ عظیم میں شامل ہیں

سر سید راس مسعود مشہور ماہر تعلیم تھے اور سر سید مرحوم بانی علیگڑھ یونیورسٹی کے پوتے تھے اس لحاظ سے بھی اور ان کی تعلیمی قابلیت کے لحاظ سے بھی وہ خاص شہرت اور ہر دلعزیزی کے مالک تھے۔ انھوں نے علیگڑھ کالج اور اس کے بعد نیو کالج آکسفورڈ میں تعلیم حاصل کی تھی۔ پھر مڈل ٹیمپل سے بیرسٹری کی سند حاصل کی۔ مگر انھوں نے قانون کی طرف زیادہ دلچسپی کا اظہار نہ کیا اور رجحان طبعی نے تعلیمی کاموں میں لگا دیا۔ جہاں انھوں نے نمایاں مرتبہ حاصل کیا۔ ۱۹۱۴ء میں وہ آئی۔ ای۔ ایس (امپیریل ایجوکیشنل سروس) ممبر ہونے کی حیثیت سے پٹنہ اسکول کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے اور دو سال کے بعد کٹک میں ریونشا کالج کے پروفیسر تاریخ مقرر کئے گئے۔ اس کے بعد تاجدار دکن خلد اللہ ملکہ کی حکومت نے ان کی خدمات بحیثیت ڈائرکٹر تعلیمات حاصل کیں۔ یہاں بارہ سال تک نہایت خوبی کے ساتھ انھوں نے اپنے فرائض انجام دیئے۔ اعلیٰ حضرت خسرو دکن نے حسن خدمات کے صلہ میں انھیں نواب مسعود جنگ کا خطاب عطا فرمایا۔ دولت نظام سے وظیفہ یاب ہونے کے بعد مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے آپ وائس چانسلر منتخب کئے گئے جہاں سے آپ نے بوجہ اختلاف استعفا دیدیا۔ اس کے بعد بھوپال کے وزیر تعلیم مقرر ہوئے۔ سر سید راس مسعود ایک زبردست سیاح و مصنف بھی تھے۔ آپ نے "جاپان کے طریقۂ تعلیم" پر ایک نہایت معقول اور زبردست کتاب شائع کی ہے۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر (۴۸) برس تھی۔

قصبہ کھم میں زراعتی پیداوار کا مارکٹ

بلحاظ اختیارات محصلہ تحت دفعہ ۳، قانون زراعتی مارکٹ نشان نمبر ۲ بابتہ ۱۳۳۹ف سرکار عالی قصبہ کھم ضلع ورنگل کو یکم آذر ۱۳۴۶ف سے کپاس و زراعتی پیداوار ہرد و کے لئے تحت قانون مذکور مارکٹ قرار دیتی ہے۔ اس مارکٹ کے حدود دفتر دوم تعلقداری کھم کے ہر جانب پانچ میل ہوں گے۔

ہندوستان کی صنعتی نمائش میں تجارت وحرفت کی شرکت

ہندوستان کی صنعتی نمائش میں جو بمقام دہلی ۲۸ فروری تا ۲۵ اپریل ۱۹۳۷ء منعقد ہوئی تھی سررشتہ تجارت وحرفت سرکار عالی نے بھی حصہ لیا جس میں حیدرآباد کی جانب سے کپڑے ہمرو، سنہری تاگے کی پگڑیاں، ساڑیاں، بیدری برتن گنڈیاں، بسکٹ، سگریٹ، روغنی پالش کے کھلونے، اجازم، اور نمدے وغیرہ رکھے گئے تھے ان چیزوں کی نمائش کے لئے ایک علیحدہ عمارت خاص طور پر تعمیر کی گئی تھی۔

ورنگل کے سرکاری کارخانہ قالین بافی اور ادارہ مصنوعات ملکی کو جازم نمدوں اور موزہ بافی کی بناء پر طلائی تمغہ کا سارٹیفکٹ عطا ہوا۔ اس کے علاوہ کارخانہ بٹن سازی حیدرآباد کو نقرئی تمغہ کا سارٹیفکٹ ملا اور غلام غفور صاحب نے اپنے بیدری برتنوں کے صلے میں ایک امتیازی سارٹیفکٹ حاصل کیا۔

ہندو اسوسی ایشن یورپ کو سرکار عالی کا عطیہ

ہز اکسلنسی نواب سر صدر اعظم بہادر کے حالیہ قیام لندن کے دوران میں حکومت سرکار عالی کی جانب سے ہندو اسوسی ایشن یورپ کو "جس کا مرکز لندن میں ہے" ایک عطیہ دیا گیا۔

نواب علی نواز جنگ بہادر کی خدمات کا اعتراف

بارگاہ خسروی سے ذریعہ فرمان مبارک مترشدہ ۲۴ محرم ۱۳۵۶ھ کونسل کی رائے کے مطابق نواب علی نواز جنگ بہادر چیف انجینیر و معتمد تعمیرات کو موجودہ خدمت سے ایک ہزار پانسو روپیہ ماہانہ وظیفہ پر ریٹائر کر کے کنسلٹنگ انجینیری پر ماہوار (۱۵۰۰) روپیے تین سال کے لئے منظور فرمایا گیا اور ارشاد فیض رشاد شرف اصدور لایا ہے کہ انھوں نے اپنی زمانہ ملازمت میں اپنے خدمات کو جس عمدگی سے انجام دیا ہے اس کی نسبت ان سے گورنمنٹ کی خوشنودی کا اظہار کیا جائے۔

جاہل دائیوں کی تربیت و تعلیم کی اسکیم

اضلاع و تعلقات و قصبات میں تعلیم یافتہ اور فنی واقف کار دائیوں کی بہم رسانی اور جاہل دائیوں کے دست ستم سے عوام الناس کو محفوظ رکھنے کے لئے محکمہ طبابت انگریزی میں ایک اسکیم آج کل زیر غور ہے۔ چنانچہ اس بارے میں اضلاع کے سیول سرجنوں کو ایک گشتی مراسلہ وصول ہوا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ حیدرآباد میں ایک تعلیمی جماعت قایم کی جائے گی جس میں

تلنگانہ، مرہٹواڑی اور کرناٹک کی دیسی دائیوں کو ان کی مادری زبان میں ایک ایک سال تک تعلیم و تربیت دی جائے گی اور ضروری معلومات فنی سے واقف کرا کے ان کو اجازت دی جائے گی کہ وہ دایہ گری کا پیشہ انجام دیں۔ باور کیا جاتا ہے کہ دیسی دائیوں کو تعلیمی وظیفہ بھی دیا جائے گا تاکہ ان کو حصول تعلیم کا ذوق ہو۔

کنوٹ میں آبادی کی توسیع

تعلقہ کنوٹ میں توسیع آبادی کے لئے بین گنگا کی طرف کی زمین خارج کئے جانے کی ایک کارروائی تحصیل میں جاری ہے اس اراضی کی نسبت یہ بھی ظاہر کیا جا رہا ہے کہ دریا کے قریب سے پانی کے چڑھ آنے سے ہمیشہ خطرہ رہے گا۔ بعض حلقوں میں توسیع آبادی کے لئے مشرقی سمت امین پولیس کچہری کے عقب کی اراضیات کی نشاندہی کی جا رہی ہے جو بلند اور ہموار نیز کافی وسیع ہے۔

ہزاکسلنسی رائٹ آنریبل نواب سر اکبر حیدر نواز جنگ بہادر کی انگلستان سے واپسی

ہزاکسلنسی رائٹ آنریبل نواب سر اکبر حیدر نواز جنگ بہادر صدر اعظم باب حکومت یکم اگسٹ کو تقریباً ڈھائی بجے اسٹیشن نامپلی پر تشریف فرما ہوئے۔ دوران سفر میں مندرجہ مقامات یعنی بلارڈ پیر، قصر نظام بمبئی، شولاپور، ہوٹگی، گھانگاپور، گلبرگہ، شاہ آباد، لنگم پلی، بیگم پیٹھ، اسٹیشن نامپلی پر نواب صاحب کا شاندار استقبال کیا گیا اور پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ ہم نواب صاحب کو ان کے نئے اعزازات پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

چار ہزار مدارس

سررشتہ معلومات عامہ نے ایک پریس نوٹ سے ظاہر ہے کہ بعض بیرونی اخبارات مثلاً ریاست اور سوراجیہ دہلی کی یہ شائع کردہ خبر بالکل بے بنیاد ہے کہ حیدرآباد میں چار ہزار مدارس تحتانی بند کر دیئے جا رہے ہیں۔

امداد ادارہ تعلیمی

حسب الحکم عالی جناب نواب صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی حسب تحریک جناب معتمد صاحب امور مذہبی سرکار عالی ادارہ تعلیمی سلطان بازار کے لئے مبلغ (ننلعہ) ماہانہ امداد دینے کی منظوری صادر فرمائی گئی۔

تعمیراتی منظوریاں

حسب الحکم عالی جناب نواب صدر اعظم بہادر حسب تحریک جناب معتمد صاحب مالگزاری تعمیر قلعہ انتور تعلقہ انبڑ ضلع اورنگ آباد کے لئے مبلغ صار روپیہ سکہ عثمانیہ۔ اور سنگاپولیم تعلقہ یلندو کے تالاب کی مرمت کے لئے مبلغ چار لاکھ تیرہ ہزار پانچسو چہتر روپیہ سکہ عثمانیہ کی منظوری صادر فرمائی گئی۔

حسب الحکم راجہ صدر المہام بہادر مرمت برآورد رقمی (للعہ) سکہ عثمانیہ بابتہ تعمیر شاخ بی، روڈ نمبر بی۔ ۳۹۔ اے۔ در ضلع نمبر (۱۱) کی منظوری صادر فرمائی۔

منتقلی

دفتر نظامت و معتمدی معدنیات سابق محکمہ فینانس کے بجائے لکڑیوں کا پل کے قریب منتقل کیا گیا ہے۔

اسکوٹ ماسٹروں کی ٹریننگ سکریٹری اسکوٹ ماسٹرس ٹریننگ کورس اطلاع دیتے ہیں کہ اسکوٹ ماسٹروں کی بڑھتی ہوئی ضرورت کے مدنظر سپٹمبر یا اکٹوبر میں ایک جلسہ مقرر کیا جائے گا۔ اس ٹریننگ میں متواتر تقریریں ہوں گی۔ سہولت کے مدنظر متواتر یا ہفتہ میں دو یا تین بار اس ٹریننگ کا اختتام سہ روزہ کیامپ پر ہوگا جو بلدہ کے حدود میں لگایا جائے گا۔ اُمیدواروں کا میٹریکولیٹ اور اٹھارہ سال سے زیادہ ہونا لازمی ہے۔ اور ٹریننگ ختم کرنے کے بعد فوراً ہی اسکوٹ ماسٹری کے فرایض انجام دینے ہوں گے۔ امیدواروں کو چاہئے کہ ۳۰ اگسٹ سے پہلے اپنی درخواستیں سکریٹری صاحب موصوف کو ریڈی ہاشل کے پتہ پر روانہ کریں۔

شکریہ سالانہ رپورٹ عثمانیہ یونیورسٹی بلڈنگس پراجکٹ بابتہ ۱۳۴۵ف اور رپورٹ چلر و ٹھوک قیمتیں ملک سرکار عالی بابتہ ۱۳۳۰ف تا ۱۳۴۰ف کی ایک ایک کاپی سررشتہ معلومات عامہ سے وصول ہوئی ہے جس کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

پرکرتی کاریالیہ بھواڑہ سے "قدرتی علاج" سے متعلقہ لٹریچر وصول ہوا ہے جس کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

مطبوعہ

شمس المطابع مشین پریس نظام شاہی روڈ

حیدرآباد دکن